



## سوال

(519) لفظ "حنان" کی حیثیت؟

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے ہاں عام طور پر یا حنان، یا مٹان پکار کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے جبکہ کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ حنان کا نام اسمائے حسنیٰ سے نہیں ہے، قرآن مجید و حدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت درکار ہے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

عربی زبان میں لفظ حنان دو طرح سے استعمال ہوتا ہے ایک تھخیف کے ساتھ یعنی شد کے بغیر بطور مصدر مستعمل ہے جس کا معنی رحمت و شفقت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: 'وَ حَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَ زَكَاةً' [1] "ہم نے سچائی کو اپنی طرف سے رحمت و شفقت اور پاکیزگی عطا کی فرمائی ہے۔"

اس آیت کریمہ میں حنان اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر واقع ہوا ہے، حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جہنم پر "متحسین" اپنی رحمت سے شفقت فرمائے گا۔ [2]

دوسرا لفظ حنان شد کے ساتھ بطور نام استعمال ہوتا ہے، اس کا معنی شفقت کرنے والا ہے، کچھ اہل علم نے اس لفظ کو اسمائے حسنیٰ میں شمار کیا ہے جبکہ محققین اہل علم کے نزدیک یہ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ناک تو فقیہی ہیں یعنی جو نام اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نشاندہی کی ہے انہیں اسماء حسنیٰ کا درجہ دیا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے پیش نظر کسی لفظ کو اسماء حسنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ یا حنان یا حنان کے الفاظ سے دعا کرنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ [3]

البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک حلقہ میں تھا جبکہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، اس نے تشہد کے دوران میں یہ دعا پڑھی: "اللهم انی استسک بانک الحمد لاله الا انت الحنان"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات سن کر فرمایا کہ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ [4]

اس حدیث میں لفظ حنان بطور اسم حسنیٰ استعمال ہوا ہے اور یہ روایت مسند امام احمد کے دیگر مقامات کے علاوہ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں بھی ہے لیکن کسی مقام میں یہ لفظ نہیں آیا، اس بناء پر ہمارا رجحان یہ ہے کہ اس لفظ کے متعلق توقف اختیار کیا جائے، اگر استعمال کرنا ہو تو یا ذا الحنان کہہ دیا جائے۔ (واللہ اعلم)



[1] مریم: ۱۳۔

[2] مسند احمد ص ۱۱ ج ۳۔

[3] فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۸۵ ج ۱۰۔

[4] مسند امام احمد ص ۵۸ ج ۳۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد 4- صفحہ نمبر: 452

محدث فتویٰ